خواتین کارکنان کنونشن کا میثاقِ مطالبات

پاکستان کی آبادی کا نصف حصہ ہونے کے باوجود خواتین کی افرادی قوت میں نمائندگی خاصی کم ہے۔ لیبر فورس سروے 2020-21 کے مطابق پاکستان کی افرادی قوت کا 21.3 فیصد خواتین پر جبکہ 67.9 فیصد مردوں پر مشتمل ہے۔ خواتین کارکنان کو بے قاعدہ نوکریوں، کم اور غیر مساوی اجرت، نامساعد حالاتِ کار اور سوشل سکیورٹی کی عدم فراہمی، طویل اوقاتِ کار اور ہراسانی جیسے مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ پاکستان میں عورتوں کو مردوں سے اوسطاً 34 فیصد کم تنخواہ ملتی ہے۔ عورتوں اور مردوں کی تنخواہوں کا یہ فرق عالمی سطح پر محض 16 فیصد ہے۔ اس سب پر مستزاد یہ کہ خواتین یونینوں کا بھی حصہ نہیں ہیں جس کے نتیجے میں وہ آجران اور دیگر متعلقہ اداروں کے سامنے اپنے حقوق کے لیے مؤثر طور پر آواز نہیں اٹھا پاتیں۔

اس پسِ منظر کے ساتھ آج ویمن ورکرز اور ٹریڈ یونین کے یہاں اسلام آباد میں اکٹھے ہونے کا مقصد ہے کہ کارکنان کی اپنے حقوق کی اس جاری جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے نیز اب تک حاصل ہونے والی کامیابیوں کی خوشی منائی جائے جن میں خواتین کارکنان کی پہلی ٹریڈ یونین ویمن ورکرز یونینٹی کا قیام سب سے نمایاں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے اس اجتماع کا مقصد یہ بھی ہے کہ رسمی معاشی شعبوں میں خواتین کی شرکت بڑھانے کی خاطر انتظامی و قانونی اصلاحات کے لیے آواز بلند کی جائے۔

ہم جانتے ہیں کہ ریاست پاکستان نے عالمی ادارہ محنت کے تمام مرکزی کنونشنوں پر دستخط کر رکھے ہیں اور دستورِ پاکستان کی شق نمبر 25، 34 اور 37 میں ریاست کو تمام شہریوں کے مابین قانونی مساوات قائم کرنے، قومی زندگی میں خواتین کی شرکت کے لیے اقدامات کرنے اور ملازمت کی جگہوں کو خواتین کے لیے سازگار بنانے کی ہدایات کی گئی ہیں، اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ وفاقی وصوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

لیبر کے کم از کم معیارات کے تعین کے لیے رہنما وفاقی اصول مرتب کیے جائیں:

لیبر کے موضوع پر کم از کم معیارات کی پابندی کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ وفاق کی جانب سے اس بابت راہنما اصول مرتب کیے جائیں تاکہ پورے ملک میں یکساں طور پر خواتین کارکنان کے حقوق کا تحفظ ہو سکے۔ ایسے راہنما اصولوں کی ضرورت اس لیے بھی ہے تاکہ کارکنان کو حاصل دستوری حقوق، آئی ایل او کے کنونشنوں اور کارکنان کے حقوق سے متعلق ایسے دیگر عالمی معاہدوں کی پاسداری کو یقینی بنایا جائے جن پر پاکستان ریاستی حیثیت میں دستخط کر چکا ہے۔

مردوں اور خواتین کے لیے مساوی اور یکساں شرائط ملازمت کو یقینی بنایا جائے:

دستور کی شق 25، آئی ایل او کے ملازمت اور پیشے میں امتیاز سے متعلق کنونشن سی 111 اور خواتین کے خلاف ہر طرح کے امتیازات کے خاتمے کے کنونشن میں دی گئی ہدایات کی پیروی میں وفاقی وصوبائی حکومتوں کو چاہیئے کہ وہ مردوں اور خواتین کے لیے یکساں شرائط ملازمت کو یقین بنائیں اور اس

ضمن میں موجود قوانین کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ایسی ترامیم بھی متعارف کرائیں کہ جن کی بدولت ملازمت میں صنفی مساوات کا عملی نفاذ ممکن ہو سکے۔

اجرت میں صنفی بنیادوں پر روا رکھے جانے والے فرق کا خاتمہ کیا جائے:

مرد اور خواتین ملازمین کے درمیان تنخواہوں کے فرق کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے قانونی اقدامات لیے جانے چاہئیں۔ مساوی معاوضے کے آئی ایل او کنونشن سی 100 کے مطابق مردوں اور عورتوں کی جانب سے کیے گئے یکساں کام کا معاوضہ یکساں ہونا چاہیئے۔ اس ضمن میں وفاقی و صوبائی قوانین میں اصلاحات کی جانی چاہئیں۔

لیبر قوانین کی خلاف ورزی پر دی جانے والی سزاؤں کا از سرِ نو تعین کیا جائے:

لیبر قوانین کی مختلف خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لیے قوانین میں تجویز کردہ سزائیں عملی طور پر غیر مؤثر ہو چکی ہیں۔ مثلاً اسلام آباد میں لیبر قوانین کی خلاف ورزیوں کا جرمانہ محض 20 روپے سے لے کر زیادہ سے زیادہ 500 روپے تک ہے۔ اسی طرح سندھ میں جس خلاف ورزی کا جرمانہ 25000 روپے ہے، پنجاب میں اس پر محض 5000 جرمانہ ہوتا ہے۔ قلیل جرمانے اور مختلف علاقوں میں پایا جانے والا فرق عملی طور پر قانون کی خلاف ورزی کی حوصلہ افزائی کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ قانون کی خلاف ورزیوں کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے جرمانوں اور سزاؤں کا از سرِ نو تعین کیا جائے تاکہ کارکنان بالخصوص خواتین کے حقوق کا صحیح طور پر تحفظ کیا جا سکے۔

مراعاتِ زچگی اور دیگر فوائد کی تمام خواتین کو فراہمی یقینی بنائی جائے:

دستورِ پاکستان کی شق 37 میں خواتین کارکنان کو زچگی کی مراعات فراہم کرنے اور دورانِ حمل محفوظ ماحول فراہم کرنے کی بابت ہدایات دی گئی ہیں۔ اس ضمن میں وفاقی و صوبائی قوانین میں بہتری لانے کی ضرورت ہے تاکہ خواتین کارکنان کو زچگی کی صورت میں کم از کم چودہ ہفتوں کی بامعاوضہ تعطیلات فراہم کی جائیں۔ قبل از زچگی اور بعد از زچگی تعطیلات کے تعین کا اختیار بھی کارکن کو ہونا چاہیئے نیز بچے کی ولادت پر والد کو بھی لازمی چھٹیاں دی جانی چاہئیں۔ اسی طرح حاملہ اور نومولود بچوں والی کارکنان کو اوقاتِ کار میں سہولت کے ساتھ ساتھ دو سال تک کے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے کام کے دوران مناسب وقفے بھی فراہم کیے جانے چاہئیں۔ اسی طرح صوبائی قوانین میں یہ آجر اداروں پر یہ لازم قرار دیا جائے کہ وہ دس یا دس سے زائد خواتین کارکنان کی صورت میں انہیں ڈے کیئر سہولت فراہم کریں۔

خواتین کارکنان کے تحفظ اور اطمینان کو یقینی بنایا جائے:

ہراسانی کے خلاف تحفظ کے قانون کے مؤثر نفاذ کے ذریعے خواتین کے تحفظ کو یقینی بنایا جانا چاہیئے۔ وفاقی و صوبائی حکومتوں کو پیشہ وارانہ صحت اور تحفظ کے قوانین میں صنفی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب ترامیم کی جانی چاہئیں۔

خواتین کارکنان کا سوشل سکیورٹی اداروں کے ساتھ اندراج یقینی بنایا جائے:

سوشل سکیورٹی مراعات سے محرومی خواتین کارکنان کی حالت زار کو گھمبیر بنا دیتی ہے۔ سوشل سکیورٹی قوانین پر عملدرآمد کے اداروں بشمول ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹی ٹیوشن، ای او بی آئی اور ورکرز ویلفیئر فنڈ کو تمام سوشل سکیورٹی تنظیموں میں خواتین کارکنان کی شمولیت کو یقینی بنانا چاہئیے۔ وفاقی و صوبائی حکومتوں کو چاہئیے کہ وہ کارکنان کو ایک ہی رجسٹریشن کے تحت تمام سوشل سکیورٹی مراعات مثلاً صحت بیمہ، تعلیمی وظائف، شادی گرانٹس، ضعیفی پنشن، ڈیتھ گرانٹ، معذوری یا حادثاتی گرانٹ فراہم کی جانی چاہئیں۔

تمام کارکنان کو اپنی ملازمت کا ثبوت فراہم کرنے پر متعلقہ سوشل سکیورٹی اداروں سے رجسٹریشن کی سہولت ہونی چاہئیے بھلے ان کا آجر لیبر ڈیپارٹمنٹ سے رجسٹرڈ ہو یا نہ ہو۔ اس طرح سوشل سکیورٹی اداروں کو ان آجران کا بھی پتہ چلتا رہے گا جو قانونی تقاضے پورے نہیں کر رہے۔

لیبر انتظامیہ اور نگرانی کو مضبوط اور مؤثر بنایا جائے:

لیبر قوانین کے نفاذ میں ایک بڑی رکاوٹ لیبر انسپکشن نظام کی انتظامی کمزوریاں ہیں جن میں قابل عملے کی کمی، ڈیٹا کلیکشن کے کمزور طریقہ کار اور تکنیکی سامان کی عدم دستیابی سرفہرست ہیں۔ لیبر انتظامیہ اور انسپکشن کو آئی ایل او کے کنونشن نمبر 81 کے مطابق بنایا جانا چاہئیے۔ اس ضمن میں صوبائی سطح پر ایک مرکزی لیبر انسپکشن محکمے کا قیام عمل میں لایا جانا چاہئیے تاکہ ایک صوبے کے تمام اضلاع میں یکساں طور پر لیبر انسپکشن ممکن ہو سکے اور ہر طرح کے اداروں کی نگرانی کو یقینی بنایا جا سکے۔

لیبر انسپکشن کو صنفی طور پر حساس بنایا جائے اور لیبر انسپکٹروں میں خواتین کی تعداد بڑھائی جائے:

لیبر انسپکٹروں کی کمی بھی ایک اہم مسئلہ ہے جس سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ آئی ایل او کے اندازے کے مطابق پاکستان میں 2015 میں 60 ملین کارکنان کے لیے محض 336 لیبر انسپکٹر تھے۔ مؤثر انسپکشن کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ لیبر انسپکٹروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ صوبائی لیبر ڈیپارٹمنٹس میں زنانہ لیبر انسپکٹروں کی تعداد تشویشناک حد تک کم ہے۔ اسی طرح لیبر انسپکشن پالیسی 2006 خواتین کی بابت بالکل خاموش ہے اور صنفی نقطہ نگاہ سے انسپکشن کے بارے میں کوئی ہدایات فراہم نہیں کرتی۔ زنانہ انسپکٹروں کی غیر موجودگی سے خواتین کارکنان کے مسائل بھی اجاگر نہیں ہو پاتے۔ اس ضمن میں لیبر انسپکشن کی چیک لسٹوں پر نظرثانی کی جانی چاہئیے اور ان میں انسداد ہراسانی اور خواتین کے لیے مخصوص سہولیات کی فراہمی سے متعلق پہلوؤں کو شامل کیا جانا چاہئیے تاکہ خواتین کارکنان کے حالاتِ کار کو بہتر بنایا جا سکے۔